

2021

# درج خاصہ دوم فقہ

## سوال نمبر: 1

### والف

عبارت کے تحت ہدایہ میں بیان کردہ اختلاف ائمہ  
اسی عبارت میں وضع کا جو تھا فرعون بیان  
کیا گیا ہے وہ سر کا مسیح ہے  
سر کے مسیح کی مقدار میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے  
جس کی تفصیل ذیل ہے

(1) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ  
جو تھائی سر کا مسیح کرنا فرعون ہے یہ مسیح علی الاطلاق  
ہو گا خواہ کسی بھی سمت سے ہو

(2) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے کہ مطلق  
سر کا مسیح فرعون ہے خواہ ایک ہی میوں نہ ہو

(3) امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا  
مسئلہ ہے کہ تمام سر کا مسیح فرعون ہے اگر کچھ حصہ  
سر کا باقی رہ گیا ہو تو مسیح درست نہیں ہو گا۔

سب ائمہ کرام نے اس ارشاد بانی سے استدلال کیا  
وَأَمْسِكُوا بُدْوَكُمْ وَأَمْسِكُوا بُدْوَكُمْ وَأَمْسِكُوا بُدْوَكُمْ

امام شافعی نے فرمایا یہ آیت اپنے اطلاق پر ہے

اس میں چوتھا سر یا مکمل سر کا ذکر نہیں ہے

لہذا یہ مطلق ہوا جناب یہ ہے المطلق بحدی علی الاطلاق

یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے

امام مالک اور امام احمد اس طرح استدلال کرتے ہیں

کہ آیت بدو سکم میں بے زائد ہے اور دراصل حکم

وَأَمْسِكُوا بُدْوَكُمْ کا رؤس رأس کی جمع ہے پھر اس

پورے سر کو کہا جاتا ہے نہ کہ سر کے حصے جسے کو



بلا لہوں سر کا مسج کہ نا ضرر میں ہے  
 اختلاف کی دلیل بھی یہی آیت ہے مگر یہ آیت  
 صطلق نہیں ہے بلکہ مجمل ہے مجمل تفصیل کا تقاضا  
 کرتی ہے اور اس کی تفصیل اس حدیث میں موجود  
 ہے جو حضرت صفیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مشہور  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پھر  
 وضو کیا تو آپ نے اپنی پیشانی اور موزوں پر مسج  
 کیا اس سے ثابت ہوا چوتھائی حصہ سر کا مسج  
 ضرر میں ہے

(ب) فوالحمد للہ والکعبان یدخلان فی الضل:

میں مذاہب ائمہ

اس بات میں تمام ائمہ خف اتفاق ہے کہ وضو میں  
 دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کا دھونا ضرر میں ہے  
 مگر اس بات میں اختلاف ہے کہ کہنیاں ہاتھوں  
 میں اور ٹخنے پاؤں کے دھونے میں شامل ہیں یا نہیں  
 اس کی تفصیل درج ذیل ہے

(۱) امام الحظم ابو حنیفہ صاحبین امام شافعی اور  
 ایک قول کے مطابق امام احمد رحمہم اللہ کی صلی  
 کا مؤخر خف یہ ہے کہ کہنیاں ہاتھوں میں اور ٹخنے  
 پاؤں کے دھونے میں داخل ہیں اس کے علاوہ  
 یہ کہ غایت کی دو اقسام ہیں

(۱) غایت اثبات اس کا مطلب یہ ہے کہ غایت  
 حکم میں شامل نہ ہو مگر اس کے حکم کو کھینچ  
 کہ اپنے منہ یا ناف پہنچا دے

(۲) غایت اسقاط اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غایت  
 خود نہ حکم میں شامل ہو مگر اپنے علاوہ کو اس  
 حکم میں شامل نہ ہونے دے بلکہ کنازہ کر دے



اب غایت، اختات اور غایت اسقاط کا دار و مدار  
 عدد غلام پر ہے یعنی مضایعیت کی جنس سے ہو تو  
 وہ غایت غایت اسقاط ہوگی اور وہ حکم میں شامل  
 ہوگی اگر مضایعیت کی جنس سے نہ ہو تو پھر وہ  
 غایت غایت اختات کے لئے لگائی گئی اور وہ حکم میں  
 داخل نہیں ہوگی

ہم دیکھتے ہیں کہ صرف اور کعبہ دونوں میں اور رجل  
 کی جنس سے ہیں لہذا ہاتھوں اور پاؤں کی طرح ان کا  
 دھونا بھی ضروری ہے

## سوال نمبر 2

(الف)

عبادت

وَالَّذَانِیْ تَخْرُجُ مِنَ الدُّبِّ نَاقِصَةً فَاِنْ تَخْرُجَ  
 مِنْ رَاسِیْ الْخَرَجِ اَوْ مَسْقَطِ اللِّثَمِ مَثَلُ لَا یَنْتَضِعُ وَالْمُرَادُ  
 بِالدَّابَّةِ الْمَذْمُومَةُ وَظَلَّ لِأَنَّ الشَّيْءَ مَا عَلَيْنَا وَذَلِكَ قُلُوبُ  
 وَهُوَ حَدِيثٌ فِي السَّيْلَانِ دُونَ تَحْيِيزِهِمَا فَاشْبَهَ  
 الْجُشَاءَ وَالْفَسَاءَ

ترجمہ

اور پانچانے کے راستے سے نکلنے والا کبڑا بھی ناقص  
 ہو جو کہ لیکن زخم کے سرے سے کبڑا نکلا یا زخم  
 سے گھر منت گھر کبڑا تو یہ ناقص نہیں ہے اور دابہ  
 سے مراد کبڑا ہے یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ  
 نجاست وہی ہے جو کبڑا کے اوپر ہے اور وہ  
 مقدار تحلیل ہے جو سیلین میں حدت ہے نہ  
 کہ ان کے علاوہ میں تو بڑا دار اور چمکی کے مشابہ ہو گیا

(ب)

مذہب عظیم کی حد : وہ کبڑا خالاب جس کے ایک



کنارے میں حرکت کر کے دوسرے کنارے  
حرکت نہ کرے

اسکا حکم: اگر اس کے ایک کنارے میں نجاست  
گرجائے تو اس کے دوسرے کنارے سے وضو کرنا  
جائز ہے

ج ماء مستعمل اور اسکا حکم  
اگر پاؤں پینے مثلاً غلابی اور پائے کیٹے  
وغیرہ دھوئے لیے کوئی پانی استعمال کیا  
جائے تو ماء مستعمل ہونے کے بعد بھی بالاتفاق وہ  
پاک بھی رہتا ہے یہ حدیث متفقہ ہے

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس طرح کا ماء مستعمل  
صرف طہارت کے واسطے ہی پاک ہے۔

تبخین کا مذہب یہ ہے کہ اس طرح کا مستعمل  
پانی نجس اور ناپاک ہے

خواہ نجاست حقیقی کے ازالے کی خاطر  
استعمال کیا گیا ہو یا نجاست حکمی میں

### سوال نمبر 3

(الف)

وَأَوَّلُ فُرْشَتِ النَّبِيِّ إِذَا شَرَجَ وَقْتُ الظُّهْرِ  
عَلَى الْقَوْلَيْنِ وَأَوَّلُ فُرْشَتِهَا مَالُكُمْ تَشْرِبُ الشَّمْسُ

نماز عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے  
جب (دونوں قولوں کے مطابق) ظہر کا وقت ختم

ہو جاتا ہے اس کا آخری وقت غروب

آفتاب تک ہے

مستحب



**دعا**

نماز ظہر کے وقت کے حوالے سے امام اعظم اور

صحابین کا اختلاف

اسی بات میں آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہو جاتا ہے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن اسی وقت نماز ظہر پڑھائی تھی

البتہ اس کے آخری وقت میں آئمہ کا اختلاف ہے

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ کا موقف ہے کہ سایہ اعلیٰ کے علاوہ پھر چہرے کا سایہ دوگنا ہونے پر ظہر

کا وقت ختم ہو جاتا ہے آپ کی دلیل یہ ارشاد

نبوی ہے ابرءوا بالظہد الخ خواہ یہ ارشاد موسم

گرم یا سرد ہو مگر تاریخ بتاتی ہے کہ عرب

کے علاقوں میں ایک منہ سایہ ہونے پر گرمی

اپنے رخسار پر رہتی تھی

(۲) صحابین کا موقف ہے کہ اعلیٰ سایہ کے

علاوہ پھر چہرے کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر

کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت

شروع ہو جاتا ہے صحابین کی رائے یہ ہے کہ جب

جبرائیل علیہ السلام نے پہلے دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کو عصر کی نماز پڑھائی تھی جبکہ پھر چہرے کا سایہ

اس کے مثل ہو گیا تھا تو اس سے ثابت ہوا

کہ عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے

جب کہ عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے

(۳) منہ اب قبول مفتی رحمہ اللہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے صحابین

کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جب ایک

مثل پر ظہر کا وقت باقی رہنے اور ختم ہونے کے



سلسلہ میں، نعوہ میں تیار رہنے کیونکہ  
 امامت جبرائیل والی حدیث سے ایک مثل  
 ظہر کے وقت کا ختم ہونا ثابت ہو رہا ہے اور  
 امام صاحب کی پیش کردہ حدیث سے ایک  
 مثل پر اس وقت بقاء ثابت ہو رہی ہے  
 اب اذا تبارعنا شيا قطا کہ منابطہ سے دونوں احادیث  
 سے عرف ظہر کر رہے ہوں غور و فکر کیا جائے  
 گا تو یہ بات سامنے آئے گی کہ ایک مثل شاید سے  
 پہلے ظہر کا وقت یقینی طور پر باقی تھا ایک مثل  
 شاید ہونے پر اس کی بقاء و عدم بقاء کے حوالے سے  
 نعوہ میں تیار رہنے پر وہاں ایک مثل شاید  
 کے بعد شک کی صورت پیدا ہو گئی جبکہ ایک  
 مثل سے پہلے اسکی بقاء کا یقین تھا اور خروج  
 وقت کے شک سے وہ زائل نہیں ہوگا  
 اس طرح اس کے بعد بھی وہ یقین باقی رہے  
 تھا کیونکہ خفقہ کا اصول ہے: اليقين لا يزول  
 بالشك ثابت ہوا کہ فقہوی بہ قول امام  
 اعظم ابو حنیفہ ہے اور یہی اصول بہ اور یہی  
 حنفیہ راخ ہے

## سوال نمبر 4

الف، عبادت کی ایک دلیل

(۱) منی پلندہ ہے کہ ہونے کی صورت میں اسکا دھونا  
 واجب ہے: دلیل: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا الماء من الماء یعنی خروج منی سے غسل  
 واجب ہونا ہے

(۲) اور تناس و عشق ہونے کی ولادت کے  
 بعد خارج ہونا ہے: دلیل: ولادت کے بعد



نکلتے والا خون نفاس کہلاتا ہے اس کو نفاس کہتے اور نفاس نام دینے کی وجہ سے کہ یہ تنفس الدم بالدم سے ماخوذ ہے جس کے معنی یہ رجم نے خون اگل دیا اور ظاہر بات یہ ولادت کے وقت ہی رجم خون اگلنا ہے۔

(3) موقوف پر مسیح جانشین ہے: دلیل: حضرت محمد بن احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسیح کرنے سے منع فرمایا۔

(4) عیدین کے تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے گا: دلیل: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غرہ ایما صرف سات موقوفوں پر رفع یدین کیا جائے گا تکبیر افتتاح میں تکبیر قنوت عیدین کی تکبیروں میں اور پیار موقع حج میں بیان کیے۔

(5) راجعاً بہ نماز ادا کرنا سنت مؤکدہ واجب ہے: دلیل: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت سنت ہذا میں سے ہے اور عرفہ صافحی ہے جماعت سے پیچھے رہ سکتا ہے۔  
(ب) دو مگر بات نماز میں دلیل (1)

نمازی کا حالت نماز میں، اپنے کھڑے ہوا اپنے چشم کھلنا مکروہ ہے  
دلیل: ارشاد نبوی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزیں مقرر فرمادی ہیں ان میں ایک نماز میں کھڑے رہ کر کھلنا ہے

Day: ☐ M ☐ T ☐ W ☐ T ☐ F ☐ S

Date: ☐ ☐ ☐ ☐ ☐ 20 ☐ ☐

۱۲ ر نمازی اپنی انگلیوں کو چٹخانا مکروہ ہے  
دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حالت  
نماز میں اپنی انگلیوں کو نہ چٹخا کرلو